سُوۡرَةُ النِّسَاء کی تفسیر — Lesson 5: An-Nisa (Ayaat 29-35): Day 14

سبق کا خلاصہ:

آج کا پہلا موضوع۔ دوسروں کے مال کو ناحق کھانے سے روکا گیا ہے۔ کبیرہ گناہوں سے روکا گیا ہے اور وہ کونسے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے پر راضی ہو جاؤ۔ دوسروں کی طرف نہ دیکھو کہ فلاں کے پاس کیا ہے؟ پھر عورتوں اور مردوں کے حقوق کی بات ہے۔

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَـكُمۡ بَيۡنَكُمۡ بِالۡبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنۡ تَكُوۡنَ تِجَارَةً عَنۡ تَرَاضٍ مِّنۡكُمۡ‌ ۚ وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمۡ رَحِيۡمًا ﴿۲۹﴾ اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور پر مت کھاؤ لیکن کوئی تجارت ہو جو باہمی رضامندی سے ہو تو مضائقہ نہیں اور تم ایک دوسرے کو قتل بھی مت کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر بڑے مہربان ہیں۔ (۲۹)

ہمیں پکارا گیا ہے۔ حضرت ابنِ مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب بھی يَاۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا والی آیت آئے تو غور سے سُن! اے ایمان والو۔۔ تمہارے ربّ نے تمہیں آسمان سے پکارا ہے۔ کیوں غور سے سنیں؟ کیونکہ اس کے بعد یا تو کوئی حکم ہے یا کسی چیز / کام سے روکا گیا ہے۔

ایک انسان دوسرے انسان کا مال ناحق طریقے سے نہ کھاؤ۔ یعنی وہ مال نہ کھاؤ جس پر تمہارا حق نہیں ہے۔ ہمارا اپنی کمائی پر حق ہے۔ جائز اور حلال کمائی پر ہمارا حق ہے۔ یا کوئی ہمیں تحفہ دے۔ کوئی اپنی دِلی خوشی سے آپ کو دے تو جائز ہے۔ مال کمانے یا حاصل کرنے کا طریقہ جائز ہو۔ مثال چوری کا مال،

لوٹنا، دھوکہ دینا، فراڈ کرنا، رشوت سے مال لینا، زبردستی کسی کے مال پر قبضہ کرنا، ملاوٹ سے کمائی کرنا، سود کی آمیزش والا مال اور شراب کی خرید و فروخت والا مال، جوّا، سب ناجائز ذرائع ہیں۔

مالِ حق وہ ہے جس کو کمانے سے دنیا میں ناحق نہ پھیلے۔

نسلیں خراب نہ ہوں۔ مثال فلمیں یا ڈرامے۔ ٹی وی بذاتِ خود غلط نہیں، اُس میں کیا دیکھیں وہ حرام یا حلال ہے۔ کتابیں یا رسالے جن میں ناجائز قسم کا مواد ہو۔ گانے موسیقی۔ یہ سب حرام ہیں۔

کسی کا وہ مال جو مروتا آپ کو کھلائے، کوئی رسم کی وجہ سے مجبوراً کھلائے، کسی پر زبردستی کی جائے کہ آپ کو کھلائے۔ یہ سب ناجائز ہیں۔ مثال وفات یا خوشی کے موقع پر رسمی کھانے دینا۔ قُل یا چالیسواں وغیرہ۔ کچھ غریب لوگوں کر رسماً کھانا کھلانا پڑتا ہے۔ لوگ قرض لے کر کھلاتے ہیں۔

یہ سب مالِ ناحق ہیں۔

دعوتیں کرنی پڑتی ہیں۔ شادی کے موقع پر زبردستی دعوتیں کھلانی پڑتی ہیں۔ جب کوئی مالِ ناحق کھاتا ہے تو وہ سارے جسم میں خون کے ذریعے پہنچ جاتا ہے۔

جب کوئی مجبور ہو جائے تو صرف اُتنا کھانا کہ موت سے بچ سکے جائز ہے۔

اگر کوئی مرد حرام مال لے کر گھر آتا ہے تو صرف اُتنا استعمال میں لائیں جتنی مجبوری ہے۔ مرد کو خود ہی احساس ہو جائے گا۔

کسی دوسرے کا حرام مال بھی جائز نہیں لیکن اب خود سے اندازے نہ لگائیں کہ اُن کا مال جائز نہیں۔

حدیثؐ کا خلاصہ: مومن ظاہر پر قیاس کرتا ہے۔ دوسرے مسلمان کی ٹوہ نہ لگائیں۔

جب کوئی خود بتادے کہ یہ حرام مال ہے تو پھر جائز نہیں۔

مثال: جب کسی دوسرے کے ساتھ مل کر کماتے ہیں۔ یا کوئی سودا خریدتے ہیں۔ اگر تو باہمی رضامندی سے خریدی یا بیچی ہے تو جائز ہے۔ ہر نبیؑ تاجر تھا۔

تاجروں کے لیے نبی اکرمؐ نے جہاں وعیدیں بیان فرمائی ہیں، وہاں بشارتیں بھی ارشاد فرمائی ہیں۔ وہ تاجر جو اپنی تجارت سنت کے مطابق اور خوف خدا کے سائے میں کرتا ہے، وہ قیامت کے دن نبیوں، شہیدوں، صدیقوں اور صالحین کے ساتھ ہو گا۔ جس نے تجارت فریب، ڈاکہ، جھوٹ اور بے ایمانی سے کی تو وہ فاجر اور فاسق کے ساتھ ہو گا۔ سچے تاجر کی کمائی بھی عبادت ہے۔

حدیثؐ کی کتابوں سے بابِ مدارت پڑھیں۔ تیسیر القرآن ایک بہترین کتاب ہے۔

پرائز بانڈ، انشورنس منی، قیمت کم یا زیادہ کرنا جائز نہیں۔ ناجائز منافع حلال نہیں۔

' وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ ' دیکھنے میں لگ رہا ہے مختلف موضوع لیکن اس کے معنی ہیں کہ دوسرے کا مالِ ناحق کھانا خود کو ہلاک کرنا ہے۔ اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ معاشرتی نظام تباہ ہو جاتا ہے۔

اس سورۃ میں اخلاقی باتیں سکھائی گئی ہیں۔ وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ اس کے دوسرے معنی ہیں خود کشی حرام ہے۔ تیسرے معنی ہیں دوسروں کو قتل نہ کرو۔

خود کشی کیوں حرام ہے؟ خود کشی کے بارے میں اسلامی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ فعل حرام ہے۔

اِس کا مرتکب اللہ تعالیٰ کا نافرمان اور جہنمی ہے۔ درحقیقت انسان کا اپنا جسم اور زندگی اس کی ذاتی ملکیت اور کسب نہیں بلکہ اللہ کی عطا کردہ امانت ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرمؐ نے فرمایا: جس شخص نے خود کو پہاڑ سے گرا کر ہلاک کیا تو وہ دوزخ میں جائے گا، ہمیشہ اس میں گرتا رہے گا اور ہمیشہ ہمیشہ وہیں رہے گا۔ اور جس شخص نے زہر کھا کر اپنے آپ کو ختم کیا تو وہ زہر دوزخ میں بھی اس کے ہاتھ میں ہو گا جسے وہ دوزخ میں کھاتا ہو گا اور ہمیشہ ہمیشہ وہیں رہے گا۔ اور جس شخص نے اپنے آپ کو لوہے کے ہتھیار سے قتل کیا تو وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہو گا جسے وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ اپنے پیٹ میں مارتا رہے گا اور ہمیشہ ہمیشہ وہیں رہے گا۔" بخاري

ایسا شخص موت کا ذائقہ چکھتا رہے گا۔ کسی سوسائٹی میں امن چاہتے ہیں تو لوگوں کی جان اور مال کی حفاظت کرنی چاہیے۔

اللہ کے نبیؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا لوگو تمہاری جان، مال اور عزّت دوسرے پر حرام ہیں۔ جیسے یہ شہر، دن اور مہینہ حرمت والا ہے۔ دوسروں کو طعنے نہ دیں۔ عزّت دیں۔

جنّت کا اصل حُسن یہ ہے کہ وہاں کوئی کسی کو تکلیف نہیں دے گا۔ یہ دنیا بھی جنّت بن سکتی ہے۔ آپ دورِ فاروقی کا عہد یاد کر لیں۔

رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه و سلم قَالَ: " لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ " اسلام میں نہ کسی کو تکلیف پہنچانا ہے اور نہ خود تکلیف اٹھانا ہے۔

ہماری رہنمائی فرمائی گئی۔ہم خوش قسمت ہیں کہ اسلام ہمیں قرآن اور حدیثؐ کے زریعے ہر حلال اور حرام سمجھا دیتا ہے۔

وَمَنۡ يَّفۡعَلۡ ذٰلِكَ عُدۡوَانًا وَّظُلۡمًا فَسَوۡفَ نُصۡلِيۡهِ نَارًا‌ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرًا ﴿۳۰﴾ اور جو شخص ایسا فعل کرے گا اس طور پر کہ حد سے گزر جائے اور اس طور پر کہ ظلم کرے تو ہم عنقریب اُس کو آگ میں داخل کریں گے اور یہ (امر) خدا تعالیٰ کو آسان ہے۔(۳۰)

جو مالِ ناحق کھائے گا۔اُس کے لئے جہنم کی سزا ہے۔اللہ تعالیٰ جس کو چاہے جہنم میں ڈال دے گا۔

ہم انسان کمزور ہیں۔اللہ تعالیٰ جابر اور قوی ہے۔

جب لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ گناہ نہ کریں تو وہ کہتے ہیں کونسے گناہ؟ آئیں کبیرہ اور صغیرہ گناہ دیکھتے ہیں۔

اِنۡ تَجۡتَنِبُوۡا كَبٰٓئِرَ مَا تُنۡهَوۡنَ عَنۡهُ نُكَفِّرۡ عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ وَنُدۡخِلۡكُمۡ مُّدۡخَلًا كَرِيۡمًا ﴿۳۱﴾ جن کاموں سے تم کو منع کیا جاتا ہے ان میں جو بھاری بھاری کام ہیں اگر تم ان سے بچتے رہو تو ہم تمھاری خفیف برُائیاں تم سے دور فرما دیں گے اور ہم تم کو ایک معزز جگہ میں داخل کر دیں گے۔

کبیرہ گناہ چھوڑنے سے دو فائدے ہونگے۔ہمارے چھوٹے گناہ معاف ہو جائینگے اور معزز جگہ یعنی جنّت میں داخل کیا جائے گا۔

کوئی گناہ بھی چھوٹا نہیں۔ہر گناہ اللہ سبحان وتعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ہر گناہ بڑا ہے۔جو یہ سوچ کر کیا جائے کوئی بات نہیں۔کچھ غلطی سے ہو جائے تو استغفار کر لیں

1) سب سے بڑا گناہ کفر، اللہ کا انکار ہے۔

2) اس کے بعد شرک، کہ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کر لیا۔

3) پھر فرائض کا ترک کرنا، نماز نہ پڑھنا، روزہ نہ رکھنا، حقوق العباد کا خیال نہ رکھنا۔ حرام کام کرنا۔

یہ سب کبیرہ گناہ ہیں۔

پھر آگے ہے خطا، غلطی سے کوئی گناہ ہو جانا۔ یعنی فرائض پورے کرتا ہے۔ حرام کاموں سے بچتا ہے لیکن یاد رکھیں وہ بشر ہے۔ کوئی غلطی کوتاہی ہو سکتی ہے۔ جیسے نماز پڑھی لیکن دھیان کہیں اور چلا گیا۔ حقوق العباد میں کمی بیشی ہو گئی۔ جو نہی احساس ہو جائے تو توبہ کر لیں۔ انشاءاللہ معافی مل جائے گی۔ مثال کوئی ٹیکس ادا کرتا ہے لیکن تھوڑا بہت کمی بیشی ہو گئی تو بچ سکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی لاکھوں کا غبن کرے ٹیکس ادا نہ کرے تو پکڑا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ بے حد مہربان ہے۔ وہ چھوٹی کمی کوتاہی معاف کر دیتا ہے۔

دِن رات ہمارے گناہ جھڑتے رہتے ہیں۔ صرف سرکش نہ بنیں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا نبی پاک ﷺ نے جب ایک مومن مسلمان وضو کرتا ہے اور منہ دھوتا ہے تو جو گناہ اسکی آنکھوں سے سرزد ہوئے ہیں (مثلاً کسی غلط جگہ نگاہ ڈالی یا کسی غیر محرم کو دیکھا وغیرہ) وہ چہرہ سے پانی گرتے ہی یا پانی کا آخری قطرہ گرتے ہی دُھل جاتے ہیں اور جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو جو گناہ اسکے ہاتھوں سے سرزد ہوئے ہیں وہ ہاتھ دھونے سے یا ہاتھوں سے پانی کا

آخری قطرہ گرتے ہی دُھل جاتے ہیں، اسی طرح جب وہ اپنے پاؤں دُھوتا ہے تو جو گناہ اسکے پاؤں سے صادر ہوئے ہیں مثلاً وہ کسی غلط جگہ چل کر گیا اور کسی غیر شرعی کام کرنے گیا تو اسکے وہ گناہ پاؤں دھونے سے یا پاؤں سے پانی کا آخری قطرہ گرتے ہی معاف ہو جاتے ہیں۔(صحیح مسلم)

مسلمان بندہ جب اخلاص سے اللہ کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس سے اس کے گناہ ایسے ہی جھڑتے ہیں جیسے یہ پتے درخت سے گر رہے ہیں۔(مسند احمد)

وضو کرنے سے گناہوں کا دُھل جانا یہ ایک مسلمان کیلئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بڑی رحمت اور اسکا انعام ہے مگر ان سے گناہ صغیرہ مراد ہیں اور جہاں تک گناہ کبیرہ کا تعلق ہے وہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔ مثلاً اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی کو شریک کرنا یعنی شرک کا ارتکاب کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی کو ناحق قتل کر دینا اور جھوٹی قسم کھانا وغیرہ گناہ کبیرہ ہیں جو بغیر توبہ کئے معاف نہیں ہوتے۔

اس حدیث شریف کی وجہ سے بعض لوگ گناہ صغیرہ کرتے ہی رہتے ہیں اور ان کی کوئی خاص پرواہ نہیں کرتے اور سمجھتے ہیں کہ وہ تو وضو کرنے کی وجہ سے معاف ہو جاتے ہیں حالانکہ یک مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ ہر وقت اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرتا رہے اور گناہ چھوٹے ہوں یا بڑے ان سے بچنے کی پوری کوشش کرے۔ حدیث شریف کے مطابق ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے، یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے عذاب کا ڈر بھی ہو اور اسکی رحمت کی امید بھی ہو۔

سورۃ ہود میں بھی آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نیکی کرنے سے برائی کو ختم کر دیتا ہے۔

كَبَآئِرَ میں کیا آتا ہے؟ کبیرہ گناہ۔ دوسری کیٹیگری شرک ہے۔ آیت 48اور116 میں دوبارہ یہ بات آتی ہے۔ شرک کو اللہ معاف نہیں کرے گا۔

ہمارے پاس عام طور پر یہ مسخ شدہ عقیدہ ہے کہ سود، شراب اور شرک تو ہو رہا لیکن چھوٹی باتوں پر جھگڑ رہے ہیں۔ مثال داڑھی کتنی لمبی ہو، شلوار کتنی اونچی ہو۔ نماز میں ہاتھ کہاں باندھیں۔

تبلیغ کا بنیادی نقطہ یہ ہے کہ وجہ کو جانیں۔ پہلے اللہ سے ملائیں۔ شرک اور فرائض کی طرف توجہ دیں۔ قرآن کو پڑھیں اور سمجھیں، تزکیہ کریں۔ گھر والوں کو اللہ تعالیٰ سے ملا دیں۔

کبیرہ گناہ کینسر کی طرح ہیں۔ ایک سیل خراب ہوتا ہے پھر بڑھتا جاتا ہے۔

لوگوں کی ذاتی بات پر تنقید نہ کریں۔ اللہ سے محبت کروائیں۔ اللہ کی پہچان کروائیں۔ تزکیہ کروائیں۔

چھوٹا گناہ بار بار کرتے رہیں گے تو بڑا گناہ بن جائے گا۔ بڑا گناہ بار بار کریں گے تو کفر بن جائے گا۔

غلط طریقے کی تبلیغ انسان کو مزید گناہگار کر دیتی ہے۔

مثال بچہ نماز نہیں پڑھتا تو طعنے نہ ماریں۔ مزاج دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف لائیں۔

آپ کبیرہ گناہوں سے بچیں گے تو صغیرہ سے بھی بچ جائینگے۔ انشاءاللہ

دُنیا میں گناہ انسان کو رُسوا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں گناہوں سے پاک ہو جاؤ۔ ہمیں عزّت والی جگہ مل جائے گی۔